بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نابالغ بچے کا باپ مفلس ہو اور دادا غنی ہو، تو کیا دادا پر صدقہ فطر لازم ہوگا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر نابالغ بچوں کا باپ مفلس ہو، لیکن بچوں کا دادا غنی ہو، تو کیا نابالغ بچوں کا صدقہ فطر بچوں کے دادا پر لازم ہوگا؟

جواب

صدقہ فطر ہر آزاد، مسلمان، مالکِ نصاب (یعنی جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنی چاندی کی مالیت کے بقدر رقم یا کوئی سامان حاجتِ اصلیہ اور قرض کے علاوہ موجود ہو، اس) پر واجب ہوتا ہے۔ نابالغ بچے کا صدقہ فطر کس پر واجب ہوگا؟ اس حوالے سے تفصیل درج ذیل ہے:

(1) نابالغ بچہ اگر خود صاحبِ نصاب ہو، تو (صاحبِ نصاب ہونے کے سبب) اس کا صدقہ فطر اسی کے مال میں واجب ہوگا، لہٰذا اس کے باپ کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ نابالغ کے مال سے اس کا صدقہ فطر ادا کر دے، البتہ اگر باپ نے نابالغ کے مال سے اس کا صدقہ فطر ادا کرنے کے بجائے اپنے مال سے ادا کر دیا، تو بھی صدقہ فطر ادا ہو جائے گا کہ جو شخص عیال میں ہو، اس کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنے کی صورت میں استحساناً صدقہ فطر ادا ہو جاتا ہے۔

(2) اگر بچہ خود تو صاحب نصاب نہ ہو، مگر اس کا باپ صاحب نصاب ہو، تو پھر باپ پر اس کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا لازم ہے۔

(3) اور اگر باپ بھی مفلس ہو (جیسا کہ مسئولہ صورت میں بیان کیا گیا ہے)، تو پھر بچے کا صدقہ فطر کسی پر لازم نہیں، اگرچہ دادا، صاحبِ نصاب ہو، لہٰذا دریافت کی گئی صورت میں باپ کے مفلس ہونے کی وجہ سے دادا پر اپنے نابالغ پوتوں کا صدقہ فطر ادا کرنا لازم نہیں، البتہ اگر باپ کا انتقال ہو جائے، تو صحیح قول کے مطابق صاحب نصاب دادا پر اپنے نابالغ پوتوں کا صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

بالترتیب جزئیات:

ہر آزاد، مسلمان، مالکِ نصاب پر صدقہ فطر واجب ہے۔ چنانچہ کنز الدقائق اور دیگر کتبِ فقہ میں ہے:

”تجب علی کل حر مسلم ذی نصاب فضل عن مسکنه وثیابه وأثاثه وفرسه وسلاحه وعبیده“

ترجمہ: ہر آزاد صاحبِ نصاب مسلمان پر صدقہ فطر واجب ہے، ایسا نصاب جو اس کی رہائش گاہ، لباس، گھر کے سامان، گھوڑے (سواری)، ہتھیار اور غلام (یعنی حاجات اصلیہ) سے زائد ہو۔ (کنز الدقائق، صفحہ 218، مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ)

نابالغ اگر صاحب نصاب ہو، تو اس کے مال سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے، جیسا کہ بحر الرائق اور مجمع الانھر فی شرح ملتقی الابحر میں ہے: والنظم للاول:

”الطفل الغني بملك نصاب تجب صدقة فطره في ماله“

ترجمہ: ایسا (نابالغ) بچہ جو مالک نصاب ہونے کی وجہ سے غنی ہو، اس کا صدقہ فطر اس کے مال میں (سے ادا کرنا) واجب ہے۔ (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، جلد2، صفحہ 272، مطبوعہ دار الکتاب الاِسلامی)

تنویر الابصار اور در مختار میں ہے:

”(تجب علی کل) حر (مسلم، ذی نصاب فاضل عن حاجتہ الاصلیۃ) کدینہ وحوائج عیالہ (وان لم ینم۔۔۔عن نفسہ وطفلہ الفقیر)“

ترجمہ: صدقہ فطر ہر آزاد مسلمان کہ جو حاجت اصلیہ مثلاً دین اور عیال کی ضروریات سے فارغ نصاب، اگرچہ وہ نامی نہ ہو، اس کا مالک ہو، **اس پر اپنا اور نابالغ بچے کی طرف سے واجب ہے۔** (ملخصاً از تنویر الابصار مع در مختار، صفحہ 139، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

”وطفلہ الفقیر“ کے تحت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں:

”قیدبہ، لان الغنی تجب صدقۃ فطرہ فی مالہ“

ترجمہ: فقیر کی قید اس لئے لگائی، کیونکہ بچہ غنی ہو، تو اس کا صدقہ فطر اسی کے مال میں واجب ہوگا۔ (رد المحتار، جلد2، صفحہ 361، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں: ”نابالغ یا مجنون اگر مالکِ نصاب ہیں تو ان پر صدقہ فطر واجب ہے، اُن کا ولی اُن کے مال سے ادا کرے۔“ (بہار شریعت، جلد1، صفحہ 936، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

باپ نے نابالغ کے مال سے صدقہ فطر دینے کے بجائے اپنے مال سے دے دیا، تو عیال میں ہونے کی وجہ سے ادا ہو جائے گا، جیساکہ نہر الفائق، بحر الرائق اور رد المحتار میں ہے:

والنظم للاول: ”قالوا: ادی عن الزوجۃ والولد الکبیر جاز استحساناً وظاہر ما فی الظہیریۃ ان ہذا الحکم جار فی کل من فی عیالہ“

یعنی فقہائے کرام نے فرمایا: کسی نے اپنی زوجہ و بڑے بیٹے کی طرف سے صدقہ فطر ادا کر دیا، تو استحساناً جائز ہے اور جو ظہیریہ میں ہے اس کا ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم ہر اس شخص کے حق میں جاری ہوگا، جو اس کے عیال میں ہے۔ (النہر الفائق، جلد1، صفحہ 473، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں: ”قربانی و صدقہ فطر عبادت ہے اور عبادت میں نیت شرط ہے، تو بلا اجازت ناممکن ہے، ہاں اجازت کے لئے صراحۃً ہونا ضرور نہیں، دلالت کافی ہے، مثلاً: زید اس کے عیال میں ہے، اس کا کھانا پہننا سب اس کے پاس سے ہوتا ہے یا یہ اس کا وکیل مطلق ہے، اس کے کاروبار یہ کیا کرتا ہے، ان صورتوں میں ادائیگی ہو جائے گی۔“ (فتاوی رضویہ، جلد20، صفحہ 453، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

نابالغ اگر صاحب نصاب نہ ہو، تو اس کے صاحب نصاب باپ پر صدقہ فطر واجب ہوگا، جیساکہ صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں: ”مرد مالکِ نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچہ کی طرف سے واجب ہے، جبکہ بچہ خود مالکِ نصاب نہ ہو۔“ (بہار شریعت، جلد01، حصہ 5، صفحہ 936، مکتبۃ المدینہ کراچی)

دادا پر باپ کی موجودگی میں نابالغ پوتوں کا صدقہ فطر ادا کرنا لازم نہیں، جیساکہ کتاب المبسوط اور کتاب الاصل میں ہے:

والنظم للاول: ”ولیس علی الرجل ان یؤدي عن اولادہ الکبار ولا یؤدي الجد عن نوافلہ الصغار وإن کانوا في عیالہ“

ترجمہ: آدمی پر یہ لازم نہیں کہ وہ اپنے بالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے **اور نہ ہی دادا پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے نابالغ پوتوں کی طرف سے (صدقہ فطر) ادا کرے، اگرچہ وہ اس کی کفالت میں ہوں۔** (کتاب المبسوط، جلد 3، صفحہ 105، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

اسی طرح فتاوی قاضیخان، شرح مختصر الطحاوی للجصاص میں اور ردالمحتار، فتاوی عالمگیری میں فتاوی قاضیخان کے حوالے سے ہے:

والنظم للاول: ”ولیس علی الجد أن یؤدي الصدقة عن أولاد ابنه المعسر إذا کان الأب حیا باتفاق الروایات“

ترجمہ: دادا پر یہ لازم نہیں کہ وہ اپنے مفلس بیٹے کی اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے، جبکہ باپ زندہ ہو، اس میں تمام روایات متفق ہیں۔ (فتاوی قاضیخان، جلد 1، صفحہ 201، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

باپ اگر فوت ہوگیا ہو، تو غنی دادا پر اپنے پوتوں کا صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے، جیسا کہ التجرید للقدوری میں ہے:

”قال أصحابنا: لا تجب علی الجد فطرة ابن ابنه مع بقاء الابن، وإذا مات ابنه فالصحیح أن الفطرة تجب علیه“

ترجمہ: ہمارے اصحاب نے فرمایا ہے کہ باپ کے زندہ ہونے کی صورت میں دادا پر اپنے پوتے کا صدقہ فطر واجب نہیں ہوتا اور اگر باپ کا انتقال ہوجائے تو صحیح قول کے مطابق دادا پر پوتے کا صدقہ فطر واجب ہوجاتا ہے۔ (التجرید للقدوری، جلد 3، صفحہ 1422، مطبوعہ دار السلام، القاہرہ)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں: ”باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر و یتیم پوتے پوتی کی طرف سے اس پر صدقہ دینا واجب ہے۔“ (بہار شریعت، جلد 01، حصہ 5، صفحہ 936، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری
فتویٰ نمبر: OKR-0233
تاریخ اجراء: 10 رمضان المبارک 1447ھ/28 فروری 2026ء